© rasailojaraid.com

اسلام اور تقلید

ملک عبدالرشید عراقی
(سوہدرہ)

زیر نظر مضمون جماعت کے نامور صاحب قلم ملک عبدالرشید عراقی صاحب نے نائب مدیر ترجمان الحدیث کی کتاب ''احناف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف'' کیلئے بطور تقریظ تحریر فرمایا تھا' لیکن بہ بوجوہ کتاب کے تازہ ایڈیشن میں شائع نہ ہوسکا۔ افادہ عام کیلئے عراقی صاحب کے شکریہ کے ساتھ ترجمان الحدیث کے صفحات میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

قرآن مجید اگر چہ ایک واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کا غموض وخفا نہیں ہے۔ لیکن اس میں اسلام کی تعلیمات کی پوری تفصیل اور تمام جزئیات کا احاطہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لیے بہت سے احکام مجمل یا کلیات کی شکل میں ہیں۔ جن کی وضاحت وتشریح اور کلیات سے جزئیات کی تفریع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام محض کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچانا نہیں تھا' بلکہ اس کی تبیین وتشریح بھی تھی۔

﴿**وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون**﴾ (النحل:۴۴)

''اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے تا کہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں آپ انہیں وہ مضامین خود سمجھا دیں۔ شاید وہ اس پر غور وفکر کریں۔''

فقہ اسلامی کا اصل ماخذ قرآن مجید ہے۔ یہ اصول و کلیات کی کتاب ہے اور باوجود اپنی ماہیت اور جملہ علوم ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ تر ایمان وعقائد اور اصول دین بیان کرتا ہے۔ اس لیے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستور اساسی کی ہے۔ اسے تفصیلی شکل دینا اور اس کی وضاحت کرنا دراصل احادیث وسنن کا کام ہے۔ علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الموافقات'' (جلد۳' صفحہ ۳۶۷) میں لکھتے ہیں:

قرآن حکیم مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اور یہ جامعیت اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اس میں کلیات بیان ہوئے ہوں۔ کیونکہ شریعت اس کے نزول کے بعد کامل ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم**﴾ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔'' یہ معلوم ہے کہ نماز' زکوٰۃ' جہاد اور اس کے مشابہ سارے کام قرآن میں نہیں بیان کیے گئے۔ ان کو سنت نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح نکاح' معاملات' قصاص' حدود اور دوسرے معاملات کی تفصیل کے احکام قرآن نے نہیں بیان کیے۔ وہ احادیث میں ہیں۔

فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ سنت ہے اور قرآن حکیم میں سنت کی بنیاد یہ آیات ہیں۔ ﴿**وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون**﴾ ''اور ہم نے آپ کی طرف الذکر (قرآن مجید) نازل کیا تا کہ جو تعلیم لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے۔ وہ ان پر واضح کر دیں۔ تا کہ لوگ غور وفکر کریں۔''

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا شارح قرار دیا گیا ہے۔

دوسری آیت ہے:

﴿**انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بمآ اراک اللہ**﴾

''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کی طرف ''الکتاب'' سچائی کے ساتھ نازل کر دی ہے۔ تا کہ جیسا کچھ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ہے۔ آپ اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ (النساء:۱۰۵)

ذیل کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مبلغ بتایا ہے۔

﴿**یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک**﴾

''اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ اس کی تبلیغ کیجئے۔ (المائدہ:۶۷)

جو متن (قرآن مجید) خود اپنے بیان کے مطابق محتاج شرح ہو۔ اگر اس کی شرح ضائع ہوجائے تو بلاشبہ وہ متن بھی باوجود یہ کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے۔ ضائع ہونے ہی کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے کبھی بھی قرآن مجید کو حدیث سے آزاد ہوکر نہیں دیکھا۔

حافظ ابن قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع بیان العلم جلد۲' صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں:

الکتاب احوج الی السنۃ من السنۃ الی الکتاب

''کتاب اللہ سنت کی اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے۔ جتنی کہ سنت کتاب اللہ کی محتاج ہے۔''

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الموافقات (جلد۴' ص۱۰) پر فرماتے ہیں:

فکان السنۃ بمنزلۃ التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتاب

''پس سنت قرآنی احکام ومعانی کے لیے تفسیر اور شرح کی حیثیت میں ہوگی۔''

ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین نے قرآن مجید اور قانون کے مرحلہ میں سنت کو خاص اہمیت دی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

﴿لولا السنن ما فهم احد منا القرآن﴾

''اگر سنتیں نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی قرآن حکیم کا فہم نہ حاصل کرسکتا۔''

مزید وضاحت اس قول سے ہوتی ہے:

لم نزل الناس فی صلاح مادام عنهم من يطلب الحديث فاذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا

''لوگ اس وقت تک خیر وفلاح میں رہیں گے جب تک ان میں حدیث کے طالب موجود رہیں گے اور جب وہ بغیر حدیث کے علم حاصل کریں گے تو فساد اور بگاڑ میں مبتلا ہو جائیں گے۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

كل ما وافق الكتاب والسنة فخذوه وكل مالم يوافقه والسنة فاتركوه

''ہر وہ چیز جو کتاب وسنت کے موافق ہو اسے قبول کرلو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

اجمع المسلمون على ان من استبان له سنة عن رسول الله لم يحل له ان يدعها بقول احد

''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جب کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واضح ہو جائے تو پھر اس کیلئے کسی کے قول کی وجہ سے اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

من رد حديث رسول الله فهو على شفاهلكة

''جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے کنارے پر آ گیا۔'' (فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ص:۹۸)

حدیث کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کے شارح اور نامور حنفی عالم شیخ نور الدین علی بن سلطان بن محمد ہروی المعروف ملا علی قاری (م۱۰۱۴ھ) اپنی شرح مشکوٰۃ ''مرقاۃ المفاتیح'' جلد۱ صفحہ۲۱۲ میں لکھتے ہیں:

﴿**سعادة الدارين منوطة بمتابعة كتاب الله ومتابعة موقوفة على معرفة سنة رسوله عليه الصلوة والسلام ومتابعة فهما متلازمان شرعا لا ينفعك احدهما عن الاخر**﴾

دنیا وعقبیٰ کی کامیابی کا راز کتابِ اللہ کی تابعداری میں مضمر ہے اور کتاب اللہ کی تابعداری موقوف ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ زندگی کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر پس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از روئے شریعت آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''سنت میں کوئی ایسی بات نہ ملے گی' جس کی قرآن حکیم میں اجمالی یا تفصیلی دلالت نہ موجود ہو۔'' (الموافقات)

یہی وجہ ہے کہ نبی کی ہر بات امت کیلئے واجب الاطاعت ہوتی ہے۔ اس کی خوشی خدا کی خوشی اور اس کی ناراضگی خدا کی خفگی ہوتی ہے۔ قرآنی احکام کو تسلیم کیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات وارشادات سے روگردانی کی جائے۔ یہ ایک طفلانہ ہٹ ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ ہر جاں مسلم داشتن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں دینی احکام کا دارومدار وحی الٰہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سنت پر ہی عمل درآمد رہا اور عہد صحابہ میں چند ممتاز صحابہ کرام اہلِ فتویٰ تھے۔

تقلید کا وجود نہ صحابہ کرام کے دور میں تھا اور نہ ہی تابعین اور تبع تابعین کے دور میں۔ تقلید کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اعلام الموقعین'' جلد۲ ص۱۸۹ میں لکھتے ہیں:

وانما حدثت هذه البدعة فی القرن الرابع المذموم على لسان رسول الله ﷺ

کہ خیر القرون کے زمانہ میں جس کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے' تقلید کا نام و نشان نہیں تھا بلکہ یہ بدعت (تقلید) تو چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی۔ جس کی مذمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں لکھتے ہیں کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے مسلمان کسی خاص مذہب کی تقلید پر جمع نہیں تھے۔ کسی خاص شخص کے آراء وافکار کا قائل ہونا' کسی خاص مسلک پر فتویٰ دینا' اور اسی کے مطابق تفقہ پہلی اور دوسری صدی میں نہیں تھا۔ اس زمانہ میں اس کی پابندی نہیں تھی۔ البتہ دو صدیوں کے بعد لوگوں میں اس کے اثرات کچھ کچھ ظاہر ہوئے۔ اس کے بعد چوتھی صدی تک جیسا کہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے لوگ کسی خاص مذہب کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ بلکہ علماء اور عوام کا یہ حال تھا کہ اجتماعی مسائل شرعیہ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے۔ اس بارے میں عام مسلمانوں اور جمہور مجتہدین میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ''الاحکام'' میں اس کی تصریح کی ہے کہ تقلید کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔ (جلد۲' صفحہ۴۸)

مسلمانوں میں جو دینی بگاڑ اور افتراق وانتشار پیدا ہو گیا ہے اور جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اندھی تقلید ہے۔ یہ اندھی تقلید کی کرشمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سازی ہے جو ہمیں دینی معاملات میں باہم متفق ہونے سے مسلسل روک رہی ہے اور حق کی جانب راغب ہونے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ مقلدین تقلید کو مذہب کا ایک لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ تقلید کا مفہوم نہیں سمجھتے' وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ مقلد ہیں' حنفی ہیں اور اس کے ساتھ جو لوگ تقلید کے قائل نہیں ہیں' ان کا تمام اعمال میں کتاب وسنت پر عمل ہے۔ ان کو غیر مقلد اور وہابی کے نام سے پکارتے ہیں اور انہیں گستاخ بھی کہا جاتا ہے۔
مقلدین کا مطمع نظر صرف یہی رہ گیا ہے کہ جو تقلید نہیں کرتے' اُن کو برا کہا جائے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

تقلید نے فرقہ پرستی کو جنم دیا ہے اور اتحاد ملی کے رشتے کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ تقلید نے تعصب' تنگ نظری' جہالت اور اخلاقی قدروں کو گرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور اللہ کی زمین میں فساد کا بیج بویا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دینِ کافر فکر و تدبیر و جہاد
دینِ مُلّاں فی سبیل اللہ فساد

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جن کی بابت درمختار صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے کہ حنفی فقہ کی زراعت اول انہی بزرگ صحابی نے کی ہے) نے اپنے شاگردوں سے فرمایا:

لایقلدن احدکم دینہ رجلا

تم میں سے کوئی شخص اپنے دین میں کسی آدمی کی تقلید نہ کرے۔

ائمہ اربعہ نے بھی اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ جلد ا' صفحہ ۵ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

﴿لاتقلدونی ولا مالکا ولا اوزاعی ولا النخعی وغیرھم﴾

میری تقلید نہ کرو! اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی وغیرہ کی۔

تقلید کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ سراسر گمراہی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عبادت بہ تقلید گمراہی است
خنک راہروے را کہ آ گاہی است

تقلید کے ساتھ عبادت گمراہی ہے۔ مبارک ہے وہ راہرو جو آگاہی (اور عقل وبصیرت) رکھتا ہے۔ (بوستان باب:۸)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ''پیام مشرق'' میں فرماتے ہیں

چہ خوش بودے اگر مرد نکوپے
ز بند پاستاں آزاد رفتے
اگر تقلید بودے شیوہ خوب
پیمبر ہم رہِ اجداد رفتے

کیسا اچھا ہوتا اگر پاک فطرت انسان گزرے ہوئے لوگوں کی قید وبند سے آزاد رہتا۔ (اور ان کی تقلید کی بجائے خود اپنی عقل سے کام لیتا)

اگر تقلید اچھا طریقہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے۔ ''زبورِ عجم'' میں علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

کیش او تقلید و کاوش آزری است
ندرت اندر مذہب او کافری است

غلام کا مذہب تقلید ہوتا ہے اور اس کا کام آزر (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ) کی طرح بت تراشی اور بت پرستی ہے۔ اس کے مذہب میں جدت کفر ہے۔ (بت پرستوں کی طرح تقلید کی پوجا کرنا اس کا ایمان ہے۔)

تقلید عقل انسانی کی نشوونما کے لیے زہر قاتل ہے۔ تقلید کو اکابر علماء اسلام نے برا جانا ہے۔ جن ائمہ کرام کی تقلید کی جاتی ہے' انہوں نے بھی عوام کو اپنی تقلید سے روکا ہے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تفسیر (ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۶ پر لکھتے ہیں کہ:

ایمان کی راہ عقل وبصیرت کی راہ ہے اور کفر کا خاصہ کورانہ تقلید اور بے بصیرتی ہے۔ اندھی تقلید کرنا' جو کچھ دیکھتے سنتے آئے ہیں' بے سمجھے بوجھے اس پر جمے رہنا اور دلیل وبرہان کی جگہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کا قول وعمل حجت سمجھنا ہدایت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اندھی تقلید کرنے والوں کے سامنے علم وبصیرت کی بات پیش کرنا ایسا ہے جیسے چار پائیوں کو مخاطب کرنا۔

احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف

مولانا حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد و نائب مدیر ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد کی تصنیف ہے۔ صفحات کی تعداد (۴۴۸) ہے۔

مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین ہیں۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں حدیث کی تدریس پر مامور ہیں۔ حدیث' فقہ اور تفسیر پر عبور کامل ہے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم ہے۔

یزدانی صاحب نے اپنی اس کتاب میں اُن مسائل کی بحوالہ نشاندہی کی ہے' جن میں احناف نے صریحاً قرآن وحدیث سے اختلاف کیا ہے اور اس کے ساتھ علماء احناف نے قرآن وحدیث میں جو تحریف کی ہے' اس کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا یزدانی صاحب نے اس کتاب میں کہ علمائے احناف نے اپنے مذہب (حنفی) کی تائید میں جو موضوع احادیث وضع کیں' ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے مصنف کا تعارف کرایا ہے اور ابتدائیہ کے عنوان سے علامہ محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ نے ایک جامع مقدمہ لکھا ہے' جس میں اختلاف صحابہ اور تقلید کے نقصانات وغیرہ عنوانات کے تحت بڑی علمی بحث فرمائی ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع' عمدہ اور لائق مطالعہ ہے۔

© rasailojaraid.com